# سلام

**کہتی ہے سکینہ میرے بابا کو بلاؤ**
**گالوں پہ طمانچوں کے نشاں ان کو بتاؤ**

کانوں میں میرے درد بہت ہوتا ہے اماں
خوف آتا ہے ڈر لگتا ہے تاریک ہے زنداں
سینے پہ مجھے اپنے سلاتے تھے وہ ہر آں
زخموں سے لہو بہتا ہے بابا کو بتاؤ

بے ظلم و خطا ظالموں نے درّے لگائے
اسباب بھی سب لوٹ لیئے خیمے جلائے
اور قافلوں کو اونٹ پر سر ننگے پھرائے
کملایا ہوا دھوپ میں چہرہ تو بتاؤ

زنداں ۔ قیدخانہ ، اسباب ۔ سامان

گردن میں میرے طوق ہے ہاتھوں میں رسن ہے
سوجا ہوا دِروں سے میرا سارا بدن ہے
راتوں کو میں سوئی نہیں آنکھوں میں جلن ہے
سونے کہ لیئے خاک کا بستر تو بناؤ

جب گھوڑے کے پیڑوں پے میں روئی تھی لِپٹ کر
اُس وقت الگ تم نے کیا تھا مجھے آکر
کیا حلق پہ بابا کے میرے چل گیا خنجر
روتا ہوا کیوں آیا تھا گھوڑا تو بتاؤ

آئینگے میرے بابا تو روؤنگی لِپٹ کر
بتلاؤنگی کانوں سے میرے چِھن گئے گوہر
جاں اپنی کرونگی میں فدا انکے قدم پر
پیاسی ہوں کہونگی مجھے پانی تو پلاؤ